[1999] سپریم کورٹ رپورٹس 2.S.C.R

از عدالت عظمی

انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ اور دیگران

بنام

کرناٹکا بال بیرنگ کارپوریشن لمیٹڈ اور دیگران

31 اگست 1999

[جی بی پٹنائک اور امیش سی بینر جی، جسٹسز]

مجموع ضابطہ دیوانی، 1908:

آرڈر 40 قاعدہ 1 – وصول کنندہ – تقرری – فرمان کی منظوری سے پہلے – غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کو متاثر کرنے کے لیے – عدالت کا فیصلہ – دائرہ کار – منعقد: عدالت کو حکم نامے کی منظوری سے پہلے بھی وصول کنندہ اور غیر منقولہ جائیدادوں کی براہ راست فروخت کا تقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے بشرطیکہ عدالت کو لگتا ہو کہ کیس کے حالات میں ایسا کرنا مناسب ہے – تاہم، اس طرح کی صوابدید کو احتیاط کے ساتھ سمجھداری اور احتیاط سے استعمال کیا جانا چاہیے۔

الفاظ اور جملے:

"منصفانہ اور آسان" – کا مطلب – مجموع ضابطہ دیوانی، 1908 کے 0.40 آر 1 کے تناظر میں۔

"یا ان اختیارات میں سے جو عدالت مناسب سمجھتی ہے" – معنی – مجموع ضابطہ دیوانی، 1908 کے 0.40 آر 1 (ڈی) کے تناظر میں۔

اپیل کنندہ نے مدعا علیہ سے ایک مخصوص رقم کی وصولی کے لیے عدالت عالیہ میں مقدمہ دائر کیا۔ اس مقدمے میں اپیل کنندہ نے مدعا علیہ کی غیر منقولہ جائیدادوں کی فروخت کے لیے وصول کنندہ کی تقرری کے لیے مجموع ضابطہ دیوانی، 1908 کے آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت درخواست دائر کی۔ عدالت عالیہ نے درخواست اور اس سے لی گئی اپیل کو مسترد کر دیا۔ اس لیے یہ اپیل۔

حکم نامے کی منظوری سے قبل غیر منقولہ جائیدادوں کی فروخت کو نافذ کرنے کا وصول کنندگان کا اختیار اس اپیل میں غور کا مرکزی نقطہ تھا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد 1.1: مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908 کا آرڈر 40 قواعد 1 (ڈی) خاص طور پر احساس کے لیے فراہم کرتا ہے اور الفاظ یا ان اختیارات میں سے جو عدالت مناسب سمجھتی ہے کی تشریح اس انداز میں کی جانی چاہیے تا کہ وصول کنندہ کی تقرری کے بذریعے جائیداد کو محفوظ رکھنے اور برقرار رکھنے کے لیے عدالت کے بذریعے اختیارات کے تفویض کے معاملے میں قانون سازی کے ارادے کو مکمل اثر دیا جا سکے۔ [138–ای–ایف]

1.2۔آرڈر 40 کی زبان وسیع تر ممکنہ اہمیت کی حامل ہونے کی وجہ سے، حکم نامے سے پہلے وصول کنندہ کو غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کرنے کی ہدایت دینے کے عدالت کے اختیار کے حوالے سے کوئی پابندی پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ آرڈر 40 رول 1 اور اس کے تحت مختلف ذیلی قواعد غیر واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ عدالت کے پاس اس صورت میں بلا روک ٹوک اختیارات ہیں جب عدالت کو لگتا ہے کہ معاملے کی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے جائیداد کی فروخت منصفانہ اور آسان ہوگی۔ تاہم، عدالتوں نے صوابدیدی کے استعمال پر اس انداز میں خود ساختہ پابندی عائد کی ہے جو انصاف کے تصور کے مطابق ہے اور صورتحال کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بلا روک ٹوک کا مطلب بے لگام یا بلا روک ٹوک اختیارات نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے اور اگرچہ صوابدیدی کا استعمال وسیع تر ممکنہ وسعت کا ہے، لیکن اس کا استعمال احتیاط، احتیاط اور تحمل کے ساتھ کیا جانا چاہیے تا کہ انصاف کے مقاصد کو کم کیا جا سکے۔ عدالتوں کو آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت یہ اختیار سونپا گیا ہے تا کہ فریقین کے درمیان تحفظ کا احساس پیدا ہو اور مکمل انصاف ہو [138–ایچ؛ 139–اے؛138–جی]

1.3۔الفاظ منصفانہ اور آسان کو ایک مناسب معنی سے منسوب کرنا ہوگا اور قانون ساز کا ارادہ، جہاں تک ضابطہ اخلاق کے ذریعے با اختیار بنانے کی حد کا تعلق ہے، بلکہ واضح نوعیت کا ہے۔ حکم 40 قاعدہ 1 کی زبان کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس طرح با اختیار صوابدید کو غیر موجود نہیں کہا جا سکتا، تاہم، عدالت کو اپنے نقطہ نظر میں محتاط رہنا ہوگا اور مناسب احتیاط کا استعمال کرنا ہوگا۔ [141–H؛ 142–A]

2۔عدالت کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ مدعا علیہ کے قبضے میں خصوصی مداخلت کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر عدالت کو یہ مناسب لگتا ہے کہ جائیداد فروخت نہ ہونے کی صورت میں، کارروائی کا آغاز کرنے والا بڑی دھوکہ دہی کے ارتکاب سے مشروط ہوگا۔ اثاثوں کی قیمت میں کمی، بربادی اور غلط طریقے سے داخل ہونے والے یا تجاوز کرنے والے اپنے مستقل بندوبست کے لیے سڑک کے اندر جانے کی کوشش کرتے ہیں، تو غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کی ہدایت دینے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ تاہم، اوپر بیان کردہ مثالیں صرف مثالی نوعیت کی ہیں اور آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت عدالت کے اختیارات کے استعمال کے حوالے سے کوئی سخت اور تیز قاعدہ طے نہیں کیا جا سکتا، یہی ہر معاملے کے حقائق اور حالات پر منحصر ہے جیسا کہ عدالت کے سامنے دستیاب ہے۔ عدالت کسی وصول کنندہ کو یقینی طور پر معاملے کے طور پر نہیں بلکہ صورت حال کے انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے دانشمندی کے معاملے کے طور پر مقرر کر سکتی ہے۔ [142–بی–سی]

مہاراجہ دھی راج سر رامیشور سنگھ بہادر بنام ہیتند رسنگھ، (1924) پی سی 202؛ قانونی نمائندوں کی طرف سے تریتکمل پنڈت بنام پرفل کمار چٹرجی (د)، اے آئی آر (1979) ایس سی 1165 اور سدھورام بنسل بنام پلپین بہاری سرکار، [1984] 3 ایس سی سی 410،

پر انحصار کیا۔

بشنو دیال بنام کیشو پرساد، اے آئی آر (1940) پی سی 202، حوالہ دیا گیا۔

3۔ مذکورہ بالا احاطے میں یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ فرمان کی منظوری سے پہلے وصول کنندہ کے ذریعے غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کے معاملے میں کوئی پابندی کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے معاملے میں فل بینچ کا مشاہدہ بہت وسیع تجویز ہے اور درحقیقت مقننہ کے حقیقی ارادے کے منافی ہے جیسا کہ سی پی سی کے آرڈر 40 قاعدہ 1 سے ظاہر ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا سے متعلق مکمل بنچ کے مشاہدات کو محض اس مخصوص کیس کے حقائق کے مقاصد کے لیے بیان کیا گیا مانا جانا چاہیے اور اسے ایک مثال کے طور پر نہیں مانا جا سکتا۔ [142–ای–ایف]

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1999: کی دیوانی اپیل نمبر 4853۔

1998 کے اے نمبر 433 میں بمبئی عدالت عالیہ کے 11.6.1998 کے فیصلے اور حکم سے

اپیل گزاروں کے لیے آر ایف نریمن، ویرگ تلز اپورکر، شرد مٹھکر، سنیل ڈوگرا اور محترمہ مونیکا شرما

مدعا علیہ کے لیے وی آر ریڈی، (اے سی)، سنیل مرارکا اور انوپ نائر

جواب دہندگان نمبر 10 کے لیے جی ایس وششٹ اور سنجے اگروال

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

بینرجی، جسٹس اجازت دی گئی۔

حکم نامے کی منظوری سے پہلے غیر منقولہ جائیدادوں کی فروخت کو نافذ کرنے کا وصول کنندگان کا اختیار اس اپیل میں غور کے لیے مرکزی نقطہ ہے، جس میں بامبے عدالت عالیہ کے بنچ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت دینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تاہم اس معاملے کا فیصلہ کرنے میں بنچ نے اسٹیٹ بینک آف انڈیا بنام ٹریڈ ایڈ پیپر اینڈ الائیڈ مصنوعات (انڈیا) لمیٹڈ اور دیگر (1995) 2 ایم اچ ایل جے 81 کے معاملے میں پہلے کے فل بنچ کے فیصلے پر انحصار کیا۔

فاضل ایڈوکیٹ جناب آر ایف نریمن نے اپیل کی حمایت میں پیش ہوتے ہوئے بہت سختی سے دلیل دی کہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے معاملے (سوپرا) میں فل بینچ کے فیصلے کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے قانون کو درست تناظر میں پیش کیا ہے اور اس طرح

اس موقع پر اس سے متعلق فل بینچ کے مشاہدات کو نوٹ کرنا آسان ہوگا۔مکمل بنچ نے مشاہدہ کیا :

" 10۔جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے،مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت وصول کنندہ کی تقرری کے عدالت کے اختیار کے دائرہ کار کے حوالے سے فیصلے میں مذکور فیصلے افراد کی طرف سے قرضوں کی وصولی یا رہن کو نافذ کرنے کے لیے دائر کیے گئے مقدمے میں درج کیے گئے تھے۔حکومت اور قومی بینکوں کی اقتصادی پالیسی نے نئے راستے کھول دیے ہیں اور بینکوں اور مالیاتی اداروں کو بہت سے ایسے شعبوں میں قرض پیش کرنے کی ضرورت ہے جو پہلے نامعلوم تھے۔شہریوں کو بینکوں اور مالیاتی اداروں سے قرض حاصل کرنے کے لیے دستیاب فوائد کا غلط استعمال نہیں کیا جا سکتا۔رقم ادا کرنے سے انکار اور پھر وقت طلب قانونی چارہ جوئی میں ملوث ہونا۔درحقیقت، یہ عدالت کا فرض اور کام ہے جو دعویٰ کے اداروں کی تفریح کرتا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ دعویٰ کو جلد از جلد نمٹانے کی کوششیں کی جائیں اور یہاں تک کہ دعویٰ کے زیر التواء ہونے کے دوران بھی، اس بات کو یقینی بنائے کہ نہ صرف جائیدادوں کی حفاظت کی جائے بلکہ مدعا علیہ کو رقم ادا کرنے پر مجبور کیا جائے، اگر وہ قرض حاصل کرنے سے حاصل ہونے والے فوائد سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت عدالت کے اختیارات کا استعمال انصاف کے مقصد کو آگے بڑھانے کے لیے کیا جانا چاہیے اور جو منصفانہ اور آسان ہے وہ دعوے کی نوعیت اور آس پاس کے حالات پر منحصر ہے۔عدالت کو حقائق سے آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں اور 50 سال پہلے مقرر کردہ اصولوں پر اندھا دھند عمل نہیں کرنا چاہیے جب بینکوں اور مالیاتی اداروں کے مقدمے ایک نیا پن تھے۔معاشی لبرلائزیشن اور حکومت کی مختلف سرگرمیوں کے لیے قرض دینے کی پالیسی نے بینکوں اور مالیاتی اداروں کے مقدمات کی تعداد میں اضافہ کیا ہے اور اس عدالت میں ہر سال 2000 سے زیادہ مقدمے دائر کیے جاتے ہیں۔یہ تصور کرنا مشکل نہیں ہوگا کہ ان مقدمات میں کتنی عوامی رقم شامل ہے اور قومی بینک اور مالیاتی ادارے کب تک اپنے واجبات سے محروم ہیں۔عدالت کو ان حقائق سے آگاہ ہونا چاہیے اور ضابطہ اخلاق کے آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت اختیارات کے استعمال میں زیادہ عملی ہونا چاہیے۔

11۔پارلیمنٹ بینکوں اور مالیاتی اداروں کے دعووں کی اہمیت سے بھی آگاہ ہے اور اسٹیٹ فنانشل کارپوریشن ایکٹ 1951 کی دفعہ 29 فنانشل کارپوریشن کو حق دیتی ہے کہ جب کوئی ڈیفالٹ انجام دیا جائے اور مقدمہ دائر کیے بغیر اس ادارے کا قبضہ سنبھال لے۔پارلیمنٹ نے محسوس کیا تھا کہ قرض کو آگے بڑھانے کے لیے بینکوں اور مالیاتی اداروں کی لبرل اقتصادی پالیسیوں اور صحت مند نقطہ نظر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عدالت میں مقدمات کے نمٹارے میں تاخیر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سہولت کا غلط استعمال کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔عدالت میں مقدمات کے نمٹارے میں تاخیر مدعی کی غلطی کی وجہ سے نہیں ہے اور بینکوں اور مالیاتی اداروں کو مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 40 رول 1 کے تحت قابل قبول منصفانہ ریلیف سے انکار کر کے رقم کی وصولی میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے۔

12۔مجموع قیود دیوانی کے آرڈر 40 رول 1 کے تحت وصول کنندہ کا تقرر کرتے وقت عدالتیں غیر منقولہ جائیدادوں کی صورت میں مدعا علیہ کو قبضے سے محروم نہیں کرسکتی ہیں بشرطیکہ مدعا علیہ وصول کنندہ کے ایجنٹ کی حیثیت سے قبضے میں رہنے کے لیے تیار اور تیار ہو۔اگر مدعا علیہ ایجنسی کو قبول کرنے کے لیے تیار اور تیار رہے،تو مدعا علیہ ڈی فیکٹو قبضہ برقرار رکھے گا۔اگر مدعا علیہ ایجنسی کو قبول کرنے کے لیے تیار اور تیار نہیں ہے یا ایجنسی کی قیود کی تعمیل میں ڈیفالٹ کا ارتکاب کرتا ہے،تو عدالت کے لیے غیر منقولہ جائیداد کے استعمال اور لطف اندوز ہونے کے لیے باہر والوں سے بولیاں طلب کرنا کھلا ہے۔بولیاں طلب کرتے وقت عدالت کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ ویلیوایشن ماہر سے ویلیوایشن کا پتہ لگانے کے بعد ریزرو قیمت طے کی جائے۔کسی بھی صورت میں، بینک یا مالیاتی ادارے کے حق میں فرمان منظور

کرنے سے پہلے وصول کنندہ کے ذریعے غیر منقولہ جائیداد فروخت نہیں کی جانی چاہیے۔ (زور شامل کیا گیا)۔

حقیقت پسندانہ پس منظر میں جانے کے بغیر لیکن مختصر طور پر اس پر زور دیتے ہوئے کہ ہمارے سامنے پیش کی گئی اپیل کے مناسب اور موثر نمٹارے کے لیے معاملہ نا گزیر ہے، ایسا لگتا ہے کہ یہ معاملہ مقدمے کی تاریخ (1996 میں) کے مطابق 767200000 روپے کی وصولی کے لیے مقدمہ قائم کرنے سے متعلق ہے اور ہر سال تقریبا 14 کروڑ روپے کی رقم اپیل گزار کے حق میں سود کے طور پر جمع ہو رہی ہے۔ یہ حقیقت پسندانہ پس منظر ہے کہ بامبے عدالت عالیہ کے ایک فاضل واحد جج اور فاضل واحد جج کے سامنے غیر منقولہ جائیدادوں کی فروخت کے لیے استدعا کے ساتھ وصول کنندہ کی تقرری کے لیے استدعا دائر کی گئی تھی، تاہم، فل بینچ کے فیصلے پر بھروسہ کرتے ہوئے جیسا کہ اوپر دیکھا گیا ہے اس نے اس کے سلسلے میں کوئی حکم منظور کرنے میں ناکامی کا اظہار کیا اور اس سے کی گئی اپیل کا بھی کوئی بہتر نتیجہ نہیں نکلا اور اسے اوپر کی طرح فل بینچ کے مخصوص نتائج اور مشاہدات کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا۔

اتفاق سے، فل بینچ نے درحقیقت اس معاملے کو بہت تفصیل سے نمٹا ہے اور حکومت کی موجودہ اقتصادی پالیسی کو مناسب احترام دیا ہے۔ تاہم، مکمل بنچ نے کوڈ کے آرڈر 40 رول 1 کے تحت وصول کنندہ کی تقرری سے متعلق اپنے مشاہدے کو منصفانہ اور آسان وجوہات کی بنا پر ریکارڈ کیا۔ بنچ نے مارکیٹ کے موجودہ رجحانات اور ملک میں صنعتی ترقی اور ترقی کے مقاصد کے لیے بینکوں اور دیگر اداروں کی طرف سے قرض کی منظوری کا مناسب نوٹس لیا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگرچہ اپنے فیصلے کے پیراگراف 10 کے آخر میں فل بینچ نے ریکارڈ کیا ہے کہ عدالت کو ان حقائق سے آگاہ ہونا چاہیے اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت اختیارات کا استعمال کرنے میں زیادہ عملی ہونا چاہیے، لیکن حقیقت میں اس عملیت پسندی کو ایک بہت ہی پابند معنی دیا گیا ہے؛ بصورت دیگر فل بینچ بینک یا مالیاتی ادارے کے حق میں فرمان سے پہلے غیر منقولہ جائیداد کی فروخت پر پابندی نہیں لگا سکتا تھا۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی کا آرڈر 40 قاعدہ 1 واضح طور پر کسی جائیداد پر وصول کنندہ کی تقرری کے لیے فراہم کرتا ہے چاہے وہ فرمان سے پہلے ہو یا بعد میں اور عدالت ایک حکم کے ذریعے وصول کنندہ کو جائیداد کی وصولی، انتظام، تحفظ، تحفظ اور بہتری کے تمام اختیارات دے سکتی ہے۔ آرڈر 40 ذیلی قاعدہ (1) (ڈی) خاص طور پر وصولی کے لیے فراہم کرتا ہے اور آرڈر 40 قاعدہ 1 (ڈی) میں ظاہر ہونے والے الفاظ یا ان اختیارات کی تشریح اس انداز میں کی جانی چاہیے تاکہ وصول کنندہ کی تقرری کے بذریعے جائیداد کو محفوظ رکھنے اور برقرار رکھنے کے لیے عدالت کے بذریعے اختیارات کے تفویض کے معاملے میں قانون سازی کے ارادے کو مکمل اثر دیا جا سکے۔ یہاں یہ درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایک ایسی طاقت موجود ہے جو قانونی توضیعات کے قیود سے مکمل طور پر غیر متزلزل ہے۔ تاہم، قانونی عدالتوں نے، مقدمات کے ایک طویل سلسلے کے بذریعے وصول کنندہ کی تقرری کے معاملے میں، صوابدیدی کے استعمال پر اس انداز میں خود ساختہ پابندی عائد کردی جو انصاف کے تصور کے مطابق ہے اور صورتحال کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بلا روک ٹوک کا مطلب بے لگام یا بلا روک ٹوک اختیارات نہیں ہے اور نہ ہی ہوسکتا ہے اور اگرچہ صوابدیدی کا استعمال وسیع ترممکنہ طول وعرض کا ہے، لیکن اس کا استعمال احتیاط، احتیاط اور تحمل کے ساتھ کیا جانا چاہیے تاکہ انصاف کے مقاصد کو کم کیا جا سکے۔ قانونی عدالتوں کو آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت یہ اختیار سونپا گیا ہے تاکہ فریقین کے درمیان تحفظ کا احساس پیدا ہو اور مکمل انصاف ہو۔

آرڈر 40 کی زبان اس طرح وسیع ترممکنہ اہمیت کی حامل ہونے کی وجہ سے، حکم نامے سے پہلے وصول کنندہ کو غیر منقولہ جائیداد کی فروخت

کرنے کی ہدایت دینے کے عدالت کے اختیار کے حوالے سے کوئی پابندی پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی پیدا ہو سکتی ہے۔آرڈر 40 قاعدہ 1 اور اس کے تحت مختلف ذیلی قواعد غیر واضح طور پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ عدالت کو یہ محسوس ہونے کی صورت میں کہ جائیداد کی فروخت معاملے کی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے منصفانہ اور آسان ہوگی، عدالت کے پاس بلا روک ٹوک اختیارات ہیں۔اس سلسلے میں پابندی کے قیام کے حوالے سے فل بینچ کا اعلان کافی وسیع معلوم ہوتا ہے۔عدالت کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ مدعا علیہ کے قبضے میں خصوصی مداخلت کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ غیر منقولہ جائیداد کے ختم ہونے کا امکان ہے یا کچھ ایسے واقعات جو اس کے بعد مزید تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں یا فریق ناقابل تلافی نقصال کا شکار کارروائی شروع کر رہا ہے، جب تک کہ عدالت مناسب تحفظ نہ دے، غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کی ہدایت دینے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔مہارادھی راج سر رامیشور سنگھ بہادر بنام ہیتندر سنگھ اور دیگر (1924) پی سی 202 میں صفحہ 204 پر پریوی نے مشاہدہ کیا:

" خاص طور پر، جائیدادوں کی" وصولی، انتظام، تحفظ" وغیرہ کی قیود کے تحت فروخت کا اختیار چھین لیا جاتا ہے لیکن پھر بھی وصول کنندہ کے پاس ہوتا ہے۔اور اگر، مثال کے طور پر، فروخت کے اس طرح کے اختیار کا استعمال نیک نیتی سے اور عدالت کی منظوری کے ساتھ اسٹیٹ کے مفادات میں کیا گیا ہوتا، تو اس طرح کے لین دین کو الٹرا وایرس کے طور پر چیلنج نہیں کیا جا سکتا تھا۔"

اس عدالت نے ترنی کمل پنڈت اور دیگر بنام پرفل کمار چٹرجی (د) بذریعہ قانونی نمائندے اے آئی آر (1979) ایس سی 1165 میں بھی حکم نامے سے پہلے وصول کنندہ کے ذریعے غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کے اختیار کو تسلیم شدہ۔اس تناظر میں فیصلے کے پیرا گراف 16 کا حوالہ دیا جائے اور وہی درج ذیل ہے :

" 16 فاضل وکیل نے جو دوسرا سوال اٹھایا وہ یہ تھا کہ مجموع ضابطہ دیوانی کی دفعہ 66 کے تحت مقدمہ ممنوع ہے۔ٹرائل کورٹ نے عرضی کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اگرچہ زیر بحث فروخت عدالتی فروخت ہے لیکن یہ سول پروسیجر کوڈ کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق نہیں ہے بلکہ صرف کلکتہ عدالت عالیہ کے قواعد کے مطابق ہے۔فاضل وکیل نے پیش کیا کہ مجموع ضابطہ دیوانی کی دفعہ 66 کا مقصد مجموع ضابطہ دیوانی کے قواعد کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ کے قواعد کے تحت کی جانے والی عدالتی فروخت پر بھی یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔ریلائنس کو بشن دیال بنام کیشو پرساد، اے آئی آر (1940) پی سی 202 میں پریوی کے فیصلے پر رکھا گیا تھا، جہاں مدعی کی طرف سے صرف ایک ہی مقدمہ دائر کیا گیا تھا کہ جس شخص کے بذریعے اس نے دعوی کیا تھا کہ نیلامی کی خریداری سے گاؤں کے آدھے حصے پر اس کا حق حاصل ہوا ہے جو اس کی طرف سے نیلامی کی خریداری کے بذریعے جزوی طور پر کیا گیا تھا، یہ قرار دیا گیا تھا کہ اس دعوے کو مجموع ضابطہ دیوانی کی دفعہ 66 کے بذریعے روک دیا گیا تھا، اس لیے کہ نیلامی کی خریداری سے آزاد کوئی معاملہ اور بعد میں قبضے پر ملکیت کی بنیاد کو شکایت میں پیش نہیں کیا گیا تھا۔مجموع ضابطہ دیوانی کا دفعہ 66 مندرجہ ذیل ہے:—

" 66(1) عدالت کی طرف سے تصدیق شدہ خریداری کے تحت حق کا دعوی کرنے والے کسی بھی شخص کے خلاف اس انداز میں کوئی مقدمہ نہیں چلایا جائے گا جو اس بنیاد پر مقرر کیا جائے کہ خریداری مدعی کی طرف سے یا کسی ایسے شخص کی طرف سے کی گئی تھی جس کے بذریعے مدعی دعوی کرتا ہے۔

دفعہ 66 کسی بھی شخص کو یہ دعوی کرنے سے منع کرتا ہے کہ عدالت کی طرف سے تصدیق شدہ خریداری اس انداز میں کی گئی ہے جو کسی شخص کے حق میں مقرر کی گئی ہو۔ ممانعت کی درخواست کرنے کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ وہ شخص جس کے خلاف مقدمہ برقرار نہیں رکھا جا سکتا وہ ایک ایسا شخص ہے جو عدالت کی طرف سے تصدیق شدہ خریداری کے تحت حق کا دعوی کرتا ہے جس طرح سے مقرر کیا جائے۔ اس لیے مقررہ طریقے سے خریداری کے لیے عدالت کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ ضروری ہے۔ لفظ "تجویز کردہ" کی تعریف مجموع ضابطہ دیوانی کے دفعہ 2(16) کے تحت قواعد کے ذریعہ مقرر کردہ معنی کے طور پر کی گئی ہے۔ خریداری کے تحت عدالت کی طرف سے سرٹیفکیٹ دینے سے متعلق توضیعات آرڈر 21 میں تجویز کی گئی ہیں۔ آرڈر 64 قواعد 21 سے 73 عام طور پر فروخت سے متعلق طریقہ کار تجویز کرتے ہیں جبکہ قواعد 82 سے 103 غیر منقولہ جائیداد کی فروخت سے متعلق طریقہ کار تجویز کرتے ہیں۔ جب عدالت آرڈر 21 قاعدہ 92 کے تحت فروخت کی تصدیق کرنے کا حکم دیتی ہے، تو فروخت مطلق ہو جاتی ہے۔ قاعدہ 94 کے تحت فروخت مطلق ہونے کے بعد عدالت ایک سرٹیفکیٹ دے گی جس میں فروخت شدہ جائیدادوں اور اس شخص کے نام کی وضاحت کی جائے گی جسے فروخت کے وقت خریدار قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح کے سرٹیفکیٹ پر وہ دن اور تاریخ ہونی چاہیے جس دن فروخت مکمل ہوئی ہو۔ سیکشن 66 میں مذکور عدالت کا سرٹیفکیٹ آرڈر 21، رول 94 کے تحت ایک سرٹیفکیٹ ہے۔ آرڈر 21 کے تحت عام طور پر فروخت اور غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کے لیے وضع کردہ طریقہ کار عوامی نیلامی کے ذریعے فروخت ہے۔ ان توضیعات تحت عدالت کے ذریعہ مقرر کردہ وصول کنندہ کے بذریعے عدالت کے بذریعے فروخت پر غور نہیں کیا جاتا ہے۔ وصول کنندہ کی طرف سے فروخت میں آرڈر 21 رول 94 کے تحت خریدار کو عدالت کی طرف سے سرٹیفکیٹ نہیں دیا جاتا ہے۔ لہذا، وصول کنندہ کی طرف سے فروخت کی صورت میں دفعہ 66 کے تحت ممانعت کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ وصول کنندہ کا تقرر آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت کیا جاتا ہے اور وصول کنندہ کسی جائیداد کو عدالت کی ہدایت پر نجی مذاکرات کے ذریعے بھی فروخت کر سکتا ہے۔ سی پی سی کے دفعہ 66 کی ضرورت عدالت کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ ہے جیسا کہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس معاملے میں ترسیل کا خلاصہ 5 عدالت عالیہ کے اصل سائیڈ رولز کے مطابق تھا۔ اس خیال میں کہ دفعہ 66 وصول کنندہ کی طرف سے فروخت پر لاگو نہیں ہے، اس سوال میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا وصول کنندہ کی طرف سے کلکتہ عدالت عالیہ کے قواعد کے تحت فروخت دفعہ 66 کے دائرہ کار میں آئے گی یا نہیں۔ دفعہ 66 سے مراد صرف فروخت پر عمل درآمد ہے اور یہ وصول کنندہ کے زیر انتظام فروخت پر لاگو نہیں ہوتا ہے۔ اس نظریے میں مدعا علیہ کے وکیل کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراض کو مسترد کرنا ہوگا۔"

مزید سدھورام بنسل بنام پلین بہاری سرکار اور دیگر [1984] 3 ایس سی سی 410 کے معاملے میں، اس عدالت نے عدالت کی اجازت سے وصول کنندہ کی طرف سے کسٹوڈیا قانون کے طور پر فروخت کے سوال پر بھی غور کیا۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس معاملے پر اس عدالت کی طرف سے براہ راست غور نہیں کیا جا رہا تھا جیسا کہ موجودہ معاملے میں کیا گیا ہے لیکن حکم نامے سے پہلے وصول کنندہ کی طرف سے فروخت کی حقیقت متدعو یہ نہیں تھی اور نہ ہی اس کے حوالے سے کسی متضاد رائے کا اظہار کیا گیا تھا۔

اس موقع پر کیر کی طرف سے وصول کنندگان اور منتظمین (7 ویں ایڈن) کے حوالے سے درج ذیل حوالہ دیا جا سکتا ہے :

"وصول کنندہ اپنی تقرری کی وجہ سے فروخت کا کوئی اختیار حاصل نہیں کرتا ہے،لیکن زیادہ تر معاملات میں عدالت کو اس جائیداد کی فروخت کی ہدایت کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے جس پر وصولی میں توسیع ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، جہاں تقرری فورکلوزر، ریڈیمپشن یا فروخت کے لیے کارروائی میں کی جاتی ہے، بشمول، یقینا، ڈبینچر ہولڈرز کے اقدامات، یا کسی متوفی شخص کی جائیداد کے انتظام میں۔ عدالت کے پاس، آر ایس سی، آرڈر 29، قاعدہ 4 کے تحت، کسی بھی فریق کی درخواست پر، کسی بھی شخص کے ذریعہ اور کسی بھی طرح سے، کسی بھی سامان، سامان یا تجارتی سامان کی فروخت کا حکم دینے کا اختیار ہے جو خراب ہونے والی نوعیت کا ہوسکتا ہے یا رکھنے سے زخمی ہونے کا امکان ہوسکتا ہے، یا جو کسی اور منصفانہ اور کافی وجہ سے فوری طور پر فروخت کرنا مطلوب ہوسکتا ہے۔ چارجنگ آرڈرز ایکٹ 1979 کے تحت زمین پر چارج نافذ کرنے کے لیے فروخت کا حکم دیا جاسکتا ہے، چاہے اس کے تحت کوئی وصول کنندہ مقرر کیا گیا ہو۔

معاملے کے اس تناظر میں، حکم نامے کی منظوری سے قبل غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کی ہدایت دینے کے عدالت کے اختیار پر پابندی عائد کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی پیدا ہوسکتا ہے۔ الفاظ منصفانہ اور آسان کو ایک مناسب معنی سے منسوب کیا جانا چاہیے اور ضابطہ اخلاق کے ذریعے بااختیار بنانے کی حد کے حوالے سے مقننہ کا ارادہ بلکہ واضح نوعیت کا ہے۔ اس طرح حکم 40 قاعدہ 1 کی زبان کو مدنظر رکھتے ہوئے بااختیار صوابدید کو غیر موجود نہیں کہا جاسکتا، تاہم، عدالتوں کو اپنے نقطہ نظر میں محتاط رہنا ہوگا اور مناسب احتیاط کا استعمال کرنا ہوگا جیسا کہ یہاں پہلے بیان کیا گیا ہے اور یہ صرف اس صورت میں ہے، جہاں عدالت کو یہ مناسب لگتا ہے کہ جائیداد فروخت نہ ہونے کی صورت میں، کارروائی کا آغاز کرنے والا ایک بڑی دھوکہ دہی کے ارتکاب سے مشروط ہوگا: اثاثوں کی قیمت میں کمی، بربادی اور غلط طریقے سے داخل ہونے والے یا تجاوز کرنے والے اپنے مستقل بندوبست کے لیے راستے میں آنے کی کوشش کرتے ہیں، (جس کی حقیقت اس وقت ملک میں بہت غیر معمولی نہیں ہے) — ایسی کچھ مثالیں ہیں جن پر غور کیا جاسکتا ہے۔ تاہم، ہم یہ شامل کرنے میں جلدی کرتے ہیں کہ اوپر بیان کردہ مثالیں صرف مثالی نوعیت کی ہیں اور آرڈر 40 قاعدہ 1 کے تحت عدالت کے اختیارات کے استعمال کے حوالے سے کوئی سخت اور تیز قاعدہ طے نہیں کیا جاسکتا، جو کہ ہر معاملے کے حقائق اور حالات پر منحصر ہے جیسا کہ عدالت کے سامنے دستیاب ہے۔ عدالت کسی وصول کنندہ کو یقینی طور پر معاملے کے طور پر نہیں بلکہ صورت حال کے انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے دانشمندی کے معاملے کے طور پر مقرر کرسکتی ہے۔

مسٹر وی آر ریڈی، فاضل وکیل کو اس عدالت کی طرف سے امیکس کیوری کے طور پر مقرر کیے جانے نے اس عدالت عدالتی معاون فراہم کی اور ہم اس کے لیے اپنی ستائش درج کرتے ہیں۔

احاطے میں، ہم یہاں ریکارڈ کرتے ہیں اور مشاہدہ کرتے ہیں کہ حکم نامہ منظور کرنے سے پہلے وصول کنندہ کے ذریعہ غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کے معاملے میں کوئی پابندی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی پیدا ہوسکتا ہے اور ہم یہ ریکارڈ کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ فل بینچ کے مشاہدات بہت وسیع تجویز ہیں اور حقیقت کے طور پر مقننہ کے حقیقی ارادے کے منافی ہیں جیسا کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 40 رول 1 سے ظاہر ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا سے متعلق مکمل بنچ کے مشاہدات کو صرف اسٹیٹ بینک (سوپرا) کے مخصوص کیس کے حقائق کے مقاصد کے لیے بیان کیا گیا مانا جانا چاہیے اور اسے ایک مثال کے طور پر نہیں مانا جاسکتا۔ اس طرح فوری معاملہ خوبیوں کے مطابق نمٹانے کے لیے عدالت عالیہ کو واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ واضح کیا جاتا ہے کہ اس عدالت کے مشاہدات کے کسی بھی حصے کو کسی خاص معاملے میں رائے کے اظہار کے طور پر نہیں مانا جائے گا، لیکن مذکورہ بالا مشاہدات کسی بھی معاملے کے مخصوص حوالہ کے بغیر قانون کے عمومی اصولوں

سے متعلق ہیں۔ تاہم ہم اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ عدالت عالیہ زیر غور معاملے میں دستیاب حقائق کی تفصیلات کے مطابق اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے آزاد ہوگی۔ اس طرح اپیل کے تحت حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ اپیل کی اجازت ہے۔ اس معاملے کو اوپر کی طرح نمٹانے کے لیے عدالت عالیہ کو واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں۔

وی ایس ایس

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:20
I am the author of this document